© rasailojaraid.com

پاکستان میں خواتین کا مستقبل؟

خواتین کمیشن رپورٹ پر ایک نظر

پروفیسر ثریا بتول علوی ○

جدید دور نے مسلم خواتین کے لیے جو مسائل پیدا کیے ہیں وہ غور و فکر کا موضوع ہیں اور ان پر لکھا جا رہا ہے۔ خواتین کمیشن کو اپنی اساسی قرارداد کی رو سے مسائل کا حل قرآن و سنت کے مطابق پیش کرنا تھا۔ اس کمیشن نے مسائل کو کس نقطۂ نگاہ سے دیکھا ہے، اس کا ایک مفصل جائزہ محترمہ پروفیسر ثریا بتول علوی صاحبہ نے پیش کیا ہے۔ یہ رسالہ ۴۵ صفحات کے اس مقالے کی مکمل اشاعت کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے ہم نے تمہید اور اختتام برقرار رکھتے ہوئے، دس ابواب کے باب وار جائزے میں سے بیشتر حصہ حذف کر کے نمونے کے لیے کچھ حصہ لیا ہے۔ یہ مکمل مقالہ مختصر کتاب کی شکل میں منشورات، منصورہ، لاہور سے دستیاب ہے۔ پاکستان کی نئی حکومت خواتین کے معاملے پر سرگرم محسوس ہوتی ہے اور بجا طور پر اندیشہ ہے کہ خواتین کمیشن کی یہ رپورٹ ہی لائحہ عمل نہ بن جائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس کے مکمل جائزے کا مطالعہ کیا جائے۔ (مدیر)

اگست ۱۹۹۷ میں خواتین کمیشن پاکستان کی رپورٹ شائع ہوئی جس میں کمیشن نے پاکستان میں خواتین کی حالت زار بیان کر کے ان کی اصلاح و بہتری کے لیے اپنی دانست کے مطابق سفارشات پیش کیں۔

پاکستانی خواتین کے مسائل اور ان کا حل تجویز کرنے والے اس کمیشن کا قیام ۲۵ ستمبر ۱۹۹۴ کو سینیٹ کی ایک قرارداد کے ذریعے عمل میں آیا تھا۔ یہ قرارداد پیپلز پارٹی کے جناب یحییٰ بختیار نے پیش کی تھی۔ قرارداد کا بنیادی مقصد مارشل لا دور میں جاری ہونے والے، خواتین سے متعلق صدارتی آرڈی نینسوں کا جائزہ لینا تھا کیونکہ ان کے بقول "یہ قوانین خواتین کے لیے غیر مناسب تھے اور پاکستان کے لیے بدنامی

○ پروفیسر گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سمن آباد، لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا باعث بن رہے تھے"۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ "خواتین کے لیے ایک اعلیٰ سطحی کمیشن قائم کیا جائے جو نہ صرف غیر مناسب قوانین کی تبدیلی کے لیے سفارشات پیش کرے بلکہ ان ذرائع و وسائل سے بھی بحث کرے جو ان سفارشات کے نفاذ کی ضمانت بن سکیں"۔ بحث کے دوران جماعت اسلامی کے نائب امیر اور سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے دو مزید تجاویز کی طرف توجہ دلائی: (۱) صرف مارشل لا دور کے قوانین ہی کو زیر بحث نہ لایا جائے، بلکہ خواتین سے متعلق تمام قوانین کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔ (۲) صورت حال کی بہتری کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں تمام سفارشات پیش کی جائیں۔ ان کی یہ دونوں تجاویز تھوڑے رد و کد کے بعد قبول کر لی گئیں۔

متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد کے الفاظ یہ تھے:

> یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیشن قائم کیا جائے جس میں علما، ماہرین قانون اور نمایندہ خواتین شامل ہوں، اور سپریم کورٹ کے ایک جج اس کمیشن کے چیئرمین نامزد کیے جائیں۔ یہ کمیشن تمام قوانین کا، جو آرڈی ننس یا کسی اور ذریعے سے نافذ ہوئے ہوں، جائزہ لے گا کہ وہ خواتین کے حقوق، رہن سہن اور ان کی سماجی و قانونی حیثیت پر کس حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔ پھر وہ ایسے اقدامات تجویز کرے جن کے ذریعے ان قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنایا جا سکے۔

وفاقی حکومت نے ایک حکم نامے کے ذریعے ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۴ کو اس کمیشن کے قیام کا اعلان کیا۔ ابتدا میں اس کمیشن کے پانچ ارکان تھے: ۱۔ جسٹس سعد سعود جان (چیئرمین)۔ ارکان: ۲۔ سینیٹر یحییٰ بختیار ۳۔ سینیٹر جاوید اقبال ۴۔ بیگم عاصمہ جہانگیر ۵۔ مولانا محمد طاسین۔ مگر عورتوں کی مختلف نمایندہ تنظیموں نے اس پر اعتراض اٹھایا کہ کمیشن میں عورتوں کی نمایندگی بہت کم ہے۔ چنانچہ اس میں مزید خواتین کو نمایندگی دی گئی۔ ۱۹۹۶ میں جسٹس سعد سعود جان اقوام متحدہ میں چلے گئے تو جسٹس ناصر اسلم زاہد اس کمیشن کے چیئرمین نامزد ہوئے۔ از سر نو تشکیل پانے والے کمیشن کی یہ شکل بنی: جسٹس ناصر اسلم زاہد، چیئرپرسن (چیئرمین کے بجائے)، سینیٹر یحییٰ بختیار، سینیٹر مسعود کوثر، بیگم عاصمہ جہانگیر، مولانا محمد طاسین، بیگم شاہین سردار علی، بیگم شہلا ضیا، بیگم شہباز جاوید، سینیٹر بیگم فضہ جونیجو، بیگم ریحانہ سرور، بیگم انیسہ زیب۔ اس کمیشن کے ارکان پر سرسری نگاہ ڈالنے سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس میں صرف ایک عالم دین کو نمایندگی دی گئی ہے اور ایک مخصوص مکتبہ فکر کی سات خواتین کو نامزد کیا گیا ہے۔

تین سال تک اس کمیشن کی کئی نشستیں ہوئیں۔ کئی دوسرے لوگوں سے بھی ضروری مشورے لیے گئے، بالآخر اگست ۱۹۹۷ میں حکومت نے یہ رپورٹ جاری کر دی۔ آغاز میں اس کمیشن کی تشکیل کا یہ مقصد بیان کیا گیا تھا کہ اس کی تمام سفارشات قرآن و سنت کے مطابق ہوں گی۔ رپورٹ کے مقدمے میں جسٹس ناصر اسلم زاہد نے بھی یہ لکھا ہے کہ "عظیم پاکستان میں عورت مظلوم ہے۔ گھریلو معاملات میں مرد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قارئین کرام!

اشاعت میں اضافے کی جو مہم اکتوبر سے شروع کی گئی تھی، دسمبر اس کا آخری مہینہ ہے۔ اب تک آپ میں سے جس کسی نے بھی، جس طرح بھی اس مہم میں حصہ لیا ہے، ہم اس کے ممنون ہیں۔ یقیناً اس نے ایک صدقہ جاریہ میں حصہ لیا ہے اور اللہ سے اپنے لیے اجر لازم کروا لیا ہے۔

لیکن جو ابھی تک کوئی حصہ نہیں لے سکے، ان سب سے ہماری گزارش ہے کہ اس ماہ کوئی نہ کوئی عملی حصہ ضرور لیں۔ آپ کی جانب سے ایک خریدار یا قاری کا اضافہ، ہماری کل اشاعت میں اتنے اضافے کا موجب ہوگا کہ آپ خود اپنے پیغام کو طاقت ور محسوس کریں گے۔ مشترک اور منظم بیک وقت کوشش کی اپنی برکت ہوتی ہے۔

ڈنمارک میں ہمارے ایک قاری سید عرفان گیلانی نے وہاں کے رسالے پندرہ روزہ وقار میں پاکستانیوں سے خریدار بننے کی اپیل ان الفاظ میں شائع کی:

> مجھ سے پوچھا جائے کہ تمھاری محسن کتاب کون سی ہے؟ تو کئی کتابوں پر نظر ڈال کر، آخر میں دل سے صدا آتی ہے: ماہنامہ ترجمان القرآن۔ الاستاذ خرم مرادؒ نے سید مودودیؒ کے ترجمان کو نئے اور جدید قالب میں ڈھالا۔ آج یہ تاریخی رسالہ عالم اسلام اور پاکستان کی قد آور شخصیت پروفیسر خورشید احمد کی زیر ادارت ہے۔ اس دیدہ زیب رسالے کا حسن حقیقی یہ ہے کہ اس میں ہر فکر کے افراد کی تحریریں شامل ہوتی ہیں۔ ایک بڑا اور اہم پہلو یہ ہے کہ اکثر مضامین کی زبان نہایت سلیس اور سادہ ہوتی ہے۔
>
> یہ اپنی نوعیت کا سب سے زیادہ شائع ہونے والا رسالہ ہے لیکن اس کی واقعی اشاعت، اس کی امکانی اشاعت سے بہت کم ہے۔ مستقبل کا یہ راہنما رسالہ ہر گھر کی ضرورت ہے۔ بیرون ملک پاکستانیوں کو ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ آیئے ہم سب مل کر اپنے اپنے حصے کا کام کریں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترجمان القرآن

تحفہ رمضان‘ تحفہ عید

اضافہ اشاعت کی مہم میں حصہ لیجیے

خریدار بنایئے‘ بطور ہدیہ و تحفہ جاری کروایئے

رمضان المبارک اور عیدالفطر کے موقع پر کسی رشتہ دار‘ عزیز‘ دوست‘ ساتھی کے نام سال بھر کے لیے ترجمان القرآن جاری کروانے سے بہتر تحفہ کیا ہو سکتا ہے!

۱۵۰ روپے ارسال کیجیے‘ ہم خوب صورت گفٹ کارڈ پر آپ کا نام لکھ کر (یا آپ اپنے کارڈ ارسال کر دیں تو وہ لگا کر) ۱۲ ماہ کے لیے علم و حکمت کے اس خزانے کو جاری کر دیں گے

مینیجر ‘ترجمان القرآن ۵۔اے‘ ذیلدار پارک‘ اچھرہ‘ لاہور۔ فون: 7585590 - 7587916

بہت سادہ اور آسان بات ہے

کہنے میں تو بہت ہی آسان ہے

ہر قاری ‘ترجمان القرآن کا ایک نیا قاری بنا دے

ہماری اشاعت دگنی ہو جائے گی

ترجمان کا پیغام دگنے افراد تک پہنچے گا

کیا یہ کرنے میں بہت ہی مشکل ہے؟

اس مبارک مہینے میں ایک خریدار بنا دیجیے

(اور ۷۰ خریدار بنانے کا ثواب لیجیے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم مینیجر صاحب' السلام علیکم!

ازراہ کرم' درج ذیل پتوں پر ترجمان کا نمونے کا پرچہ / تعارفی بروشر ارسال کر دیں۔ امید ہے کہ یہ خریدار بن جائیں گے۔

نام ________________

پتا ________________

نام ________________

پتا ________________

شہر / مقام ________________ ☐☐☐☐☐

نام ________________

پتا ________________

شہر / مقام ________________ ☐☐☐☐☐

نام ________________

پتا ________________

شہر / مقام ________________ ☐☐☐☐☐

نام ________________

پتا ________________

شہر / مقام ________________ ☐☐☐☐☐

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محترم مینیجر صاحب' السلام علیکم!

میں ماہ ______ سے سالانہ خریدار بننا چاہتا / چاہتی ہوں۔ مطلوبہ رقم ______

بذریعہ بنک ڈرافٹ / منی آرڈر ارسال ہے / کا وی پی کر دیجیے

نام ______

پتا ______

شہر / مقام ______ [ ][ ][ ][ ][ ]

محترم مینیجر صاحب' السلام علیکم!

درج ذیل پتے پر ایک سال کے لیے میری جانب سے بطور ہدیہ جاری کر دیجیے۔ -/150 روپے

بذریعہ بنک ڈرافٹ / منی آرڈر ارسال ہیں۔

بھیجنے والے کا نام ______

پتا ______

نام ______

پتا ______

شہر / مقام ______ [ ][ ][ ][ ][ ]

اندرون ملک

1 سال	Rs.150
2 سال	280
3 سال	420

بیرون ملک

	1 سال	2 سال	3 سال
1- بھارت	Rs. 300	Rs. 590	Rs. 870
2- بنگلہ دیش' ایران	450	880	1320
3- مشرق وسطیٰ' یورپ مشرق بعید' افریقہ	650	1280	1920
4- امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا	900	1780	2670

- بیرون لاہور بنک کے چیک میں 52 روپے کا اضافہ کر دیجیے۔
- بیرون ملک کے بنک کے چیک ارسال نہ کیے جائیں۔

یہ ورق جدا کر کے' لفافے میں رکھ کر ٹکٹ چسپاں کر کے حوالہ ڈاک کر دیجیے۔

© rasailojaraid.com

مینیجر ماہنامہ ترجمان القرآن' اے-5 زیلدار پارک' اچھرہ' لاہور

© rasailojaraid.com

حاوی ہے۔ عورت کو انصاف نہیں ملتا۔ یہی صورت حال زندگی کے دیگر معاملات میں بھی ہے----- آخر وہ کہاں تک احتجاج کر سکتی ہے۔ اسلام نے اسے جو حقوق دیے ہیں، ان کے بارے میں بھی عوام الناس میں بڑے مغالطے پائے جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کو صرف گھر کی چار دیواری تک محدود رکھتا ہے اور باہر نکل کر ملازمت یا اپنا کاروبار کرنے سے روکتا ہے حالانکہ قرآن و حدیث نے تو اس کو اونچا مقام دیا ہے"۔ اس طرح گویا وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ کمیشن کی تمام سفارشات قرآن و سنت کی حدود کے اندر ہیں، اس کے برعکس یا مخالف نہیں ہیں (خواتین کے بعض اجلاسوں میں جسٹس ناصر اسلم زاہد نے یہ چیلنج بھی کیا کہ ان کے کمیشن کی کسی سفارش کو قرآن و سنت کے خلاف ثابت کیا جائے)۔

اس نقطۂ نظر سے رپورٹ کی سفارشات کا جائزہ لیا جائے تو صورت حال یکسر مختلف نظر آتی ہے۔ پوری رپورٹ میں بار بار جس بات کا اعادہ کیا گیا ہے اور ابتدا ہی میں جس مقصد کو اپنی غرض و غایت بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم آج کی دنیا میں الگ تھلگ نہیں رہ سکتے۔ دوسری اقوام کے شانہ بشانہ چلنے کے لیے ہمیں اپنے قوانین کو ان کے مطابق بنانا ہوگا۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ پاکستان خواتین کے بین الاقوامی کنونشن مثلاً "سی ڈا" (Cedaw) (خواتین کے متعلق ہر قسم کے امتیاز کے خلاف اقوام متحدہ کا کنونشن، "Convention of U.N.O on the elimination of all kinds of discrimination against women" ، اس دستاویز کو جنرل اسمبلی نے ۱۹۷۹ میں پاس کیا تھا) اور اقوام متحدہ کے دیگر پروگراموں پر دستخط کر چکا ہے۔ اس کمیشن نے اس طرح صاف لفظوں میں بتا دیا کہ اس کمیشن کا مقصد اقوام متحدہ اور دوسرے عالمی اداروں کے پروگرام پر عمل درآمد کی راہ ہموار کرنا ہے۔ اس کمیشن نے خواتین کے لیے کام کرنے والی رضاکار تنظیموں یعنی این جی اوز کو بھی خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان میں سے بیش تر تنظیمیں وہ ہیں جو ۱۹۸۰ کے عشرے میں غیر ملکی سرمائے سے قائم ہوئیں۔ ان تنظیموں کا مقصد ہی یہ تھا کہ مغرب کی بے خدا ثقافت اور کلچر کو وطن عزیز کے کونے کونے تک پہنچا دیں۔ اس رپورٹ کو مرتب کرنے والی خواتین کا بھی یہی مقصد معلوم ہوتا ہے۔

سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں قائم کیے گئے خواتین کے حقوق سے متعلق اس کمیشن نے جو سفارشات پیش کی ہیں، وہ مذکورہ بالا حقیقت کا زندہ ثبوت ہیں۔ بطور نمونہ چند سفارشات ملاحظہ ہوں:

- بیوی کی مرضی کے بغیر ازدواجی تعلق کو قابل سزا جرم (marital rape) قرار دیا جائے (ص ۷۵)۔
- عورت کو ۱۲۰ دن کا حمل ساقط کرانے کا حق حاصل ہونا چاہیے (ص ۵۸)۔
- عورت کو شوہر کی مرضی کے بغیر نس بندی آپریشن کرانے کی اجازت دی جائے (ص ۹۵)۔
- کم عمر بیوی سے اس کی مرضی کے بغیر ازدواجی تعلق قائم کرنے کو زنا قرار دیا جائے (ص ۶۱، ۷۵)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان سفارشات کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ وطن عزیز میں اقوام متحدہ کی زیرسرپرستی قاہرہ کانفرنس (۱۹۹۴) اور بیجنگ کانفرنس (۱۹۹۵) کے آزادی نسواں کے پروگراموں ہی کو آگے بڑھانے کا ایک باضابطہ پروگرام ہے۔ ان کا ایجنڈا اس کے سوا اور کیا ہے کہ حقوق نسواں اور مساوات مرد و زن کے دل فریب نعروں کے پردے میں مغرب کی بے حیائی اور فحاشی اور ان کی تہذیب و ثقافت کو مسلم ممالک میں زبردستی مسلط کر دیا جائے۔

یہ کمیشن دراصل پیپلز پارٹی کی بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور حکومت میں بنا تھا۔ وہ خود شعائر اسلامی کا مذاق اڑاتی رہتی ہیں۔ اسی لیے اس قسم کی خواتین اس کمیشن میں لی گئیں۔ ان کی روح رواں عاصمہ جہانگیر' بنیادی انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی چیئرپرسن اور پاکستان میں اس نام نہاد "رضاکار" تنظیم کی تنخواہ دار ملازم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد صرف اقوام متحدہ کو راضی کرنا ہے۔ اس لیے وہ اللہ کو راضی کرنے اور قرآن و سنت کی پیروی کے بجائے اقوام متحدہ کے کنونشن اور عالمی معاہدوں کی پابندی کو اپنا شعار سمجھتی ہیں۔ آخر دنیا کا وہ کون سا ملک ہے جس نے اقوام متحدہ کے تمام معاہدوں پر دستخط کیے ہوں اور ان کی پابندی بھی کی ہو۔ امریکہ نے ۶۰ معاہدوں میں سے ابھی تک صرف ۱۵ پر دستخط کیے ہیں۔ اگر پاکستان ان میں سے کسی معاہدے کو اپنے ملی و ملکی تقاضوں کے برعکس سمجھتے ہوئے اس پر دستخط نہ کرے تو کون سی قیامت آجائے گی۔ بہرحال عاصمہ جہانگیر اور اسی مکتبہ فکر کی مزید چھ خواتین (کل سات) نے مل کر جو کارنامہ انجام دینا تھا' یعنی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسمبلی کے فلور سے خواتین سے متعلق ایک ایسی رپورٹ تیار کر دینا' جس کی بیشتر دفعات قرآن و سنت سے متصادم ہیں' وہ یہ کام کرنے میں کامیاب ہو گئی ہیں۔

کمیشن میں صرف ایک عالم دین تھے' مولانا محمد طاسین صاحب' انھوں نے "عائلی قوانین' خاندانی منصوبہ بندی' تعدد ازدواج اور خواتین اور معاشی سرگرمیاں" کے چار عنوانات کے تحت تین صفحات پر مشتمل ایک اختلافی نوٹ لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "اس رپورٹ میں جو تجاویز مرتب اور پیش کی گئی ہیں' ان میں سے زیادہ تر ایسی ہیں جن سے مجھے پورا اتفاق ہے۔ میں اپنے اسلامی علم و فہم کے مطابق جو قرآن و حدیث پر مبنی ہے' نہ کہ کسی خاص فقہ پر' ان تجاویز کو صحیح سمجھتا ہوں۔ البتہ کچھ تجاویز ایسی بھی ہیں' جن سے مجھے اتفاق نہیں' اختلاف ہے' جس کا اظہار میں نے اپنے بعض اختلافی نوٹس میں دلائل کے ساتھ کر دیا ہے اور وہ اس رپورٹ میں شامل ہیں"۔

رپورٹ میں کچھ تجاویز معقول بھی ہیں۔ جیسے کام کرنے والی عورتوں کے تحفظ کے لیے خصوصی قوانین بنانے کی ضرورت تاکہ خواتین کو تحفظ مل جائے اور ہر قسم کے جنسی استحصال سے وہ محفوظ رہیں' یا عورتوں کو ملازمت اور روزگار دلانے کے مواقع زیادہ کرنا۔ مگر یاد رہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت اور روزگار وغیرہ سب کچھ شرعی حدود کے اندر رہنا چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راقمہ سے محدود علم کی بنا پر کچھ لغزشیں ہو سکتی ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اس پوری رپورٹ پر اسلامی نظریاتی کونسل میں بحث ہو، اس کی غیر شرعی اور غیر اسلامی سفارشات کو مسترد کیا جائے اور شرعاً درست اور معقول تجاویز پر اسمبلی میں قانون سازی کر کے ان کو وطن عزیز میں نافذ کیا جائے تاکہ حقیقتاً خواتین کی حالت روبہ اصلاح ہو۔

(اس کے بعد مصنفہ نے رپورٹ کے دس ابواب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے ا۔ دستور، ۲۔ سیاسی امور میں شرکت، ۳۔ شہریت، ۴۔ عائلی قوانین، ۵۔ محنت اور ملازمت کے قوانین، ۶۔ فوجداری قوانین، ۷۔ قانون شہادت، ۸۔ عورتوں پر تشدد، ۹۔ ترقی کے حقوق، ۱۰۔ اداروں کی اصلاح اور نئے اداروں کا قیام۔ ہم صرف پہلے باب کا جائزہ پیش کر رہے ہیں)۔

باب ا: دستور

☆ کمیشن، دستور میں ہر جگہ بنیادی حقوق کے ضمن میں جنسی امتیاز کے خاتمے کی سفارش کرتا ہے۔

○ کمیشن "قرارداد مقاصد" کو دستور کا حصہ بنانے پر معترض ہے۔ اس کے خیال میں قرارداد مقاصد کو دستور کے اندر شامل کرنا خود بانیان پاکستان کا مقصود نہ تھا۔ وہ تو اس کو صرف گائیڈ لائن کی حیثیت دینا چاہتے تھے۔

○ کمیشن دستور میں دیے گئے بنیادی حقوق کی دفعات کے الفاظ تک کو اقوام متحدہ کے کنونشن "سی ڈا" کی دستاویز میں دیے گئے الفاظ کے مطابق تبدیل کرنے کی سفارش کرتا ہے۔ یعنی وہ اس شق کا خصوصی اضافہ چاہتا ہے کہ تمام قوانین جنسی امتیاز سے بالا ہوں گے (ص ۲)۔ حالانکہ یہ دفعہ دستور پاکستان میں پہلے سے موجود ہے لیکن کمیشن شاید اس سے مطمئن نہیں۔

○ کمیشن کو دستور میں اظہار رائے کی آزادی کے ضمن میں تہذیب اور اخلاقیات (decency and morality) کے الفاظ تک گوارا نہیں ہیں۔ وہ ان الفاظ کو نکال دینے کی سفارش کرتا ہے (ص ۳)۔

○ کمیشن آٹھویں ترمیم کی ان دفعات کو بھی ختم کرنے کی سفارش کرتا ہے جنھوں نے ۱۹۷۳ کے "آئین کا حلیہ بگاڑ" کر رکھ دیا ہے اور عورتوں کے خلاف امتیازی قوانین بنائے ہیں (ص ۷)۔

○ کمیشن اسلامی نظریاتی کونسل میں بھی عورتوں کی مناسب نمایندگی کا خواہاں ہے (ص ۶)۔

○ کمیشن وفاقی شرعی عدالت کو غیر ضروری سمجھتے ہوئے اس کو ختم کرنے کی سفارش کرتا ہے۔ اس کے خیال میں اس سے بھی عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق بری طرح متاثر ہوتے ہیں (ص ۷)۔

○ کمیشن، مسلح افواج اور پولیس میں بھرتی کے لیے عورتوں کے خلاف کسی قسم کا امتیاز برقرار رکھنا نہیں چاہتا۔ وہ چاہتا ہے کہ ان اداروں میں عورتوں کی کھلی شمولیت ہونی چاہیے (ص ۲)۔

○ کمیشن عدلیہ میں بھی خواتین کو برابری کی بنیاد پر نمایندگی دینے کی سفارش کرتا ہے (ص ۷)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

○ دستور میں دی گئی حصول تعلیم کی آزادی کے تحت کمیشن سفارش کرتا ہے کہ ہر قسم کے تعلیمی اداروں کے دروازے خواتین کے لیے کھول دیے جائیں (ص ۳)۔

○ کمیشن سفارش کرتا ہے کہ غیر مسلموں کے لیے جداگانہ انتخابات کا طریقہ ختم کر کے مخلوط انتخابات کا طریقہ رائج کیا جائے (ص ۷)۔

❑ دستور کے ضمن میں پیش کی گئی سفارشات اور ترمیمات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کمیشن وطن عزیز میں ہر جگہ مغربی تہذیب کے زیر اثر مخلوط معاشرے کو رواج دینا چاہتا ہے۔ اسی لیے وہ وفاقی شرعی عدالت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ خواتین کے لیے ہر قسم کی تعلیم کے دروازے کھول دینا اور ہر محکمے میں ملازمت کے لیے کھلے مواقع دینا--- کیا یہ قرآن و سنت کا منشا ہے؟ اور کیا خواتین واقعی مسلح افواج اور پولیس اور عدلیہ میں اسی طرح موزوں اور کار آمد ہیں جیسے مرد؟ اگر ایسا ہے یا ہو سکتا ہے تو خود مغربی ممالک میں ان میدانوں میں عورتوں کی ملازمت کی شرح کیا ہے؟

جہاں تک اسلامی نظریاتی کونسل میں عورتوں کی نمایندگی کا مسئلہ ہے تو جو عورت عالم باعمل ہے وہ اس کی نمایندہ بن سکتی ہے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں۔ ظاہر ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں دین کا فہم رکھنے والی عورت ہی آئے گی۔

اسلام تو مرد اور عورت دونوں کی جسمانی ساخت اور فطری صلاحیتوں کے پیش نظر دونوں کے دائرہ کار کا تعین کرتا ہے۔ اسلام کا موقف یہ ہے کہ مرد اور عورت اپنی اپنی جسمانی ساخت اور طبعی صفات کی بنا پر الگ الگ مقصد کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں۔ عورت کا دائرہ کار بنی نوع انسان کی بقا' بچوں کی پرورش اور تربیت اور گھرداری ہے' جب کہ مرد کا دائرہ کار اپنے بیوی بچوں کے لیے روزی کمانا اور ملک و معاشرے کے معاملات کو چلانا ہے۔

عورت اگر گھر کے اندر رہے تو وہ ماں' بہن' بیوی' بیٹی کی حیثیت سے باعزت مقام کی مالک ہے لیکن اگر گھر سے نکل کر مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہونے لگے تو اس کا وہی انجام ہو گا جو اس وقت مغربی خواتین کا ہو رہا ہے۔ عورت کا صنف نازک ہونا اس کو گھر کے اندر تو گھر کی ملکہ بناتا ہے مگر یہی وصف گھر کے باہر کی پرمشقت زندگی میں اس کو حقیر' بے وقعت اور بے بس بنا کر رکھ دیتا ہے۔ وہ مردوں جیسے کام نہیں کر سکتی۔ اس لیے ناکام ہو کر رہ جاتی ہے اور خاندانی نظام الگ برباد ہوتا ہے' جو بہت بڑا نقصان ہے۔

"بنیادی حقوق" کی اصطلاح ایک اضافی اصطلاح ہے۔ ہر معاشرہ اپنے ملک کی مخصوص نظریاتی بنیادوں اور سماجی قدروں کی روشنی میں اپنے لیے حقوق کا تعین کرتا ہے۔ امریکہ و یورپ کی جدید جمہوری ریاستیں اپنے بنیادی حقوق کا مآخذ اپنی جمہوری "قدروں" کو دیکھتی ہیں۔ پاکستان جیسی اسلامی نظریاتی ریاست میں بنیادی حقوق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا تعین اسلامی احکامات کی روشنی میں کیا جانا ضروری ہے۔ اسلامی ریاست میں قرآن و سنت سے متصادم کسی بنیادی حق کا تصور نہیں۔ لہٰذا پاکستان میں بنیادی حقوق کو اسلام کی روشنی میں متعین کیا جائے گا، نہ کہ مغرب کے بنیادی حقوق کے فلسفے کی روشنی میں۔ ملک میں سپریم لا قرآن و سنت ہے اور ان بنیادی حقوق کی دفعات بھی آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کے تابع ہیں ان سے برتر یا ماورا نہیں ہو سکتیں۔

کمیشن بار بار اصرار کرتا ہے کہ آئین پاکستان میں دیے گئے بنیادی حقوق کو اقوام متحدہ کے چارٹر سے ہم آہنگ کیا جائے، یا "سی ڈا" کے مطابق کیا جائے۔ ان کا یہ مطالبہ آئین کی اسلامی روح کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سارا زور حدود قوانین اور وفاقی شرعی عدالت کے خاتمے پر ہے۔

ہماری عدالتوں کے جج صاحبان کی پوری تربیت مغربی تعلیم کے زیر اثر ہوتی ہے۔ وہ مغرب کے آئین و قانون کو جتنا جانتے ہیں، قرآن و سنت اور مسلمان فقہا کی عظیم فقہی آرا کے ذخیرے سے اتنا واقف نہیں ہوتے۔ سیکولر تعلیم کے زیر اثر وہ کسی ایسے موضوع پر فیصلہ دینے سے ہچکچاتے ہیں جہاں ان کے فیصلے پر مغربی ذرائع ابلاغ کی طرف سے تنقید کا احتمال ہو۔ سپریم کورٹ کے فاضل جج جسٹس ناصر اسلم زاہد کی سربراہی میں قائم عورتوں کے تحقیقاتی کمیشن کی سفارشات سامنے آنے کے بعد یہ حقیقت مزید واضح ہو گئی ہے۔ کیا تحقیقاتی کمیشن کی عورتوں سے متعلق بے شمار سفارشات اسلامی احکام سے متصادم نہیں ہیں؟ کیا مساوات مرد و زن کا فتنہ اور مادر پدر آزاد مخلوط معاشرے کے قیام کا مطالبہ آئین پاکستان کے بنیادی حقوق کی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے؟

☆ کمیشن کی سفارش ہے کہ آرٹیکل ۱۱ میں غلامی اور جبری مشقت کے ضمن میں عورتوں پر ہر قسم کی عصمت فروشی اور جنسی استحصال پر پابندی شامل کی جائے۔

❑ یہ تجویز بڑی معقول ہے لیکن کمیشن اس کے متعلق ٹھوس اور حتمی سفارشات پیش نہیں کر سکا، بلکہ اس نے عصمت فروشی کے اڈوں اور بازاروں میں گناہ اور ذلت کی زندگی بسر کرنے والی ہزاروں لڑکیوں کی اصلاح کے لیے کوئی تجویز پیش نہیں کی۔ درحقیقت ان کو آبرو مندانہ زندگی گزارنے کے قابل بنانا اور ان مکروہ اڈوں کا آہنی ہاتھوں سے قلع قمع کرنا حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

مجموعی تاثرات و مجوزہ سفارشات

❑ کمیشن کی ۱۸۰ صفحے کی پیش کردہ رپورٹ کا لب لباب یہ ہے کہ پاکستانی آئین میں سے حدود قوانین نکال دیے جائیں۔ وفاقی شرعی عدالت ختم کر دی جائے اور پاکستان کے عائلی قوانین میں اقوام متحدہ اور دوسرے مغربی ممالک کے قوانین شامل کیے جائیں۔ اسقاط حمل کو جائز قرار دینے کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سفارش، مرد و عورت کو یکساں وراثت دینے کی سفارش، اسلامی سزائیں ختم کرنے کی سفارش، بیوی کی مرضی کے برعکس جنسی وظیفہ ادا کرنے پر اس کو ازدواجی زنا (marital rape) قرار دے کر سزا دلوانے کی سفارش، عورت کی شہادت اور دیت مرد کے برابر قرار دینے کی سفارش، ہر جگہ مرد کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی ولی بنانے کا تذکرہ۔ غیر مسلموں کے لیے مخلوط انتخابات کی سفارش، پھر مذہب کا لحاظ کیے بغیر ان کے ساتھ رشتے ناطے کرنے کی سفارش۔ غرض کس کس بات کا ذکر کیا جائے۔ یہ ساری سفارشات قرآن و سنت سے متصادم ہیں۔ اس طرح کمیشن بنیادی طور پر اپنی وہ ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہا جس کے لیے اسے تشکیل دیا گیا تھا۔ اسے تو صرف قرآن و سنت کی بنیاد پر قوانین کا جائزہ لینا تھا اور ان تمام امور کی نشان دہی کرنا تھی جو قرآن و سنت کے منافی ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رپورٹ بدنیتی پر مبنی ہے۔ قرآن و سنت کے نام پر اپنے مغربی افکار و نظریات کا پرچار کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآنی احکام اور اسلامی احکام کی توہین کرنے والوں کا نوٹس لے۔ پھر انھوں نے خلاف اسلام کام کے لیے سرکاری خزانے سے جو خطیر رقم وصول کی ہے وہ بھی ان سے واپس لی جائے۔ اگر یہ اقدام نہ کیا گیا تو پھر یہ لوگ پروپیگنڈے کے زور پر اور بیرونی آقاؤں کی مدد سے ہمارے عائلی قوانین اور قانون حدود و تعزیرات میں نقب لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جو پاکستان کی نظریاتی اسلامی ریاست کے لیے تباہی و بربادی کا پیغام ہو سکتا ہے۔

مرد اور عورت کا تعلق: رپورٹ میں مرد و عورت کو دو ایسے مدمقابل حریف ثابت کیا گیا ہے جو ہر وقت آستینیں چڑھائے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ خاندان کا کوئی سربراہ نہیں۔ کوئی بات ماننے والا نہیں۔ میں بھی رانی، تو بھی رانی، کون بھرے گا پانی والا نقشہ نظر آتا ہے۔ یہ دراصل ہمارے خاندانی نظام پر ضرب کاری لگانے کی سازش ہے۔ اسلام کا خاندانی نظام جو پوری دنیا میں بہترین سمجھا جاتا ہے، اس کو برباد کرنے کی سفارشیں اور مشورے ہو رہے ہیں تاکہ یہاں بھی مغرب جیسا مادر پدر آزاد معاشرہ قائم ہو جائے، جہاں جنسی ہوس خوفناک اور سنگین مسائل پیدا کر دے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان شریف اور باحیا خواتین تو اپنے مردوں کو اپنا ہمدرد اور غم گسار سمجھتی ہیں۔ وہ ان کے مہربان باپ، محبوب شوہر، فرزند دل بند اور برادر مکرم ہیں۔ وہ ان کے محافظ اور نگران ہیں۔ ان کے اوپر خرچ کرنے والے ہیں، اور ان کے ولی ہیں۔ عورتیں مردوں کے بغیر غیر مکمل اور مرد عورتوں کے بغیر غیر مکمل ہیں۔ اگر مرد اپنے بیرونی کاموں کی بنا پر عزت اور تکریم پاتا ہے تو عورت اپنے گھریلو کاموں کی بنا پر احترام اور وقار کی حق دار بنتی ہے۔ شریعت نے دونوں کا اجر اور ثواب اپنے اپنے دائرہ کار اور اعمال کی بنا پر برابر رکھا ہے۔

دنیا کے حقوق اور آخرت کے ثواب میں دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ زندگی کا نظام چلانے میں

© rasailojaraid.com